انعام الباری ونعمۃ الباری کے منتخب باب کتاب الجمعۃ کا تقابلی جائزہ

A comparative study of the selected chapter of Inam Al-Bari and Naimat Al-Bari, Kitab Al-Jumah

Dr.Khawaja Saif –ur-Rehman Siddiqui*
Dr.Hafiz Shabbir Ahmad Jamei**
Dr.Abdul Khaliq***

Abstract

Inam al-Bari and Naimat al-Bari are two interpretations of Bukhari Sharif. Inam-ul-Bari is a collection of lectures by Mufti Muhammad Taqi Usmani on Bukhari Sharif and Naimatul Bari is a commentary on Bukhari Sharif written by Maulana Ghulam Rasool Saeedi. This article provides a comparative overview of the chapters of the Book of Jumuah. Before Islam, Kaab bin Lui established Jumu'ah and in Islam, Hazrat Asad bin Zurra(R.A) established it. Imam Bukhari has argued for the obligation of Friday prayers from verse 9 of Surah Al-Jumu'ah. There were 40 people in the first Friday prayer.According to the majority of scholars, it is Sunnah to perform ghusl on Friday. It is Sunnah to give a sermon standing up. It is mustahab to apply perfume and toothbrush in Friday prayer. According to the majority of scholars, Friday hours start at sunrise, but according to Imam Malik, they begin after sunset. According to Hazrat Omar(R.A), there is a great virtue of meditating on Friday. According to Hazrat Omar(R.A), it is a great virtue to go to the mosque early in the morning to offer Friday prayers. Miswak is the Sunnah of the religion. Man's saliva is pure. According to the majority of scholars, it is permissible to hold Friday prayers in a small town Whereas among the Hanafis it is permissible in the city or in the town.

Key words: Inam-ul-Bari**,** Naimatul Bari**,** Hazrat Asad bin Zurra(R.A)**,** Hazrat Omar(R.A)**,**Friday Prayers.

* Subject Specialist Islamic Studies Workers Welfare Higher Secondary School (Boys) Shahdara Lahore ,

** Associate Professor Islamic Studies Department of Islamic Studies The Islamia University of Bahawalpur

*** Assistant Professor Islamic Studies Govt.College of Technology Bahawalpur,

(۱۱)كِتَابُ الجُمُعَة[1]

انعام الباری:

صاحب انعام الباری نے کتاب الجمعہ کے ذیل میں صرف یہی لکھا ہے کہ یہاں سے امام بخاریؒ کتاب الجمعہ کے ابواب ذکر فرما رہے ہیں۔[2]

نعمۃ الباری:

صاحب نعمۃ الباری نے کتاب الجمعہ کے ذیل میں جمعہ کا نام جمعہ رکھنے اور پہلی نماز جمعہ کے متعلق بحث کی اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ عروبہ کا نام جمعہ رکھا گیا۔[3]

محاکمہ:

صاحب انعام الباری نے اختصار سے کام لیا ہے جبکہ صاحب نعمۃ الباری نے تفصیل سے کام لیا ہے اور جمعہ کا پورا تعارف کرایا ہے۔

(ا)بَابُ فَرْضِ الجُمُعَةِ[4]

لِقَوْلِ اللهِ تعالیٰ " يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَلِكُمْ خَيْرٌلَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ "[5]

"حَدَّثَنَا أَبُو اليَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ هُرْمُزَ الأَعْرَجَ، مَوْلَى رَبِيعَةَ بْنِ الحَارِثِ، حَدَّثَهُ: أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: نَحْنُ الآخِرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ القِيَامَةِ، بَيْدَ أَنَّهُمْ أُوتُوا الكِتَابَ مِنْ

---

1 ۔البخاري، محمد بن إسماعيل، أبو عبد الله، صحیح البخاری، جز2، ص2، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، 1422ھ

2 . عثمانی، محمد تقی، انعام الباری، ج4، ص47، مکتبۃ الحراء ڈبل روم ایریا کورنگی کراچی، پاکستان

3 . سعیدی، غلام رسول، نعمۃ الباری، ج2، ص801، فرید بک سٹال، لاہور، مطبوعہ 1431ھ

4 ۔ صحیح البخاری، جز2، ص2

5 . الجمعۃ: 62: 9

قَبْلِنَا، ثُمَّ هَذَا يَوْمُهُمُ الَّذِي فُرِضَ عَلَيْهِمْ، فَاخْتَلَفُوا فِيهِ، فَهَدَانَا اللَّهُ، فَالنَّاسُ لَنَا فِيهِ تَبَعٌ الْيَهُودُ غَدًا، وَالنَّصَارَى بَعْدَ غَدٍ"[1]

انعام الباری:

صاحب انعام الباری نے اس باب میں درج ذیل مسائل ذکر کئے ہیں:

1۔یوم جمعہ کا پہلا نام عروبہ ذکر کیااور جمعہ کی ابتداء کیسے ہوئی کہ حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے اس دن کو اپنے پروردگار کی بندگی کے لئے چنا۔

2۔اسلام سے پہلے کعب بن لوئی نے جمعہ قائم کیااور اسلام میں حضرت اسعد بن زرارہؓ نے قائم کیا۔پہلا خطبہ اور پہلی نماز جمعہ محلہ بنی سالم میں فرضیت کے بعد ادا کی گئی اور وہ مسجد آج بھی جمعہ مسجد کہلاتی ہے۔انصار نے عروبہ کا نام جمعہ تجویز کیا۔وحی سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

3۔امت محمدیہ کی فضیلت کہ " نَحْنُ الآخِرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ القِيَامَةِ "

4۔اللہ تعالیٰ نے یہود اور نصاریٰ کو اختیار دیا کہ وہ اہتمام سے عبادت کرنے کے لئے کوئی دن مقرر کرلیں تو یہود نے ہفتہ اور عیسائیوں نے اتوار کا دن عبادت کے لئے مقرر کرلیا۔پھر یہود کے ہفتہ مقرر کرنے کی وجہ (اللہ تعالیٰ نے اس دن چھٹی منائی کائنات کی تخلیق کے بعد)اور عیسائیوں کے اتوار مقرر کرنے کی وجہ (اللہ تعالیٰ نے کائنات کی تخلیق اسی دن شروع کی) بیان کی ہے۔

ارشاد نبویؐ کے مطابق مسلمانوں کو اللہ نے صحیح دن کی ہدایت دی اور اختیار بھی دیا مگر بعد میں خود ہی جمعہ کا دن ہمارے لئے مقرر فرمادیا۔

یہود نے ہفتہ کے دن عبادت میں غلو کیا کہ ہر چیز اس دن اپنے اوپر حرام کرڈالی۔عیسائیوں نے غلو تو نہ کیا مگر اس دن چھٹی ہوتی ہے اور کاروبار بند ہوتے ہیں۔

5۔مسلمانوں کو صرف یہ ہدایت کی گئی کہ جمعہ کے دن عبادت پر زیادہ توجہ دی جائے اور کاروبار بند کرنا مقصود نہیں ہے البتہ نماز جمعہ کے وقت کاروبار بند کیا جائے۔

جدید مسئلہ: جمعہ کی چھٹی کی کوئی شرعی حیثیت نہیں اگرچہ تمام مسلم ممالک میں جمعہ کی چھٹی ہوتی ہے۔

---

[1] ۔ صحیح البخاری، حدیث نمبر 876

اتوار اور جمعہ کی چھٹی پر بحث کی کہ ہمارا مغربی ممالک سے رابطہ شام کو ہوتا ہے چونکہ جب ہمارے ہاں شام ہوتی ہے تو وہاں صبح ہوتی ہے تو اتوار کی چھٹی کا کوئی خاص فائدہ نہیں۔[1]

نعمۃ الباری:

صاحب نعمۃ الباری نے اس باب میں ہر حدیث کا ترجمہ کیا ہے اور درج ذیل مسائل ذکر کئے ہیں:

1۔امام بخاریؒ نے جمعہ کی فرضیت کا استدلال جس آیت سے کیا ہے اس کو بیان کیا گیا ہے:

" يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ "۔[2]

2۔جمعہ کی دوسری اذان کی ابتداء کب ہوئی۔

3۔جمعہ کی فرضیت قرآن، سنت اور اجماع سے ثابت ہے۔

4۔حضرت کعب بن مالکؓ کی حضرت اسعد بن زرارہؓ کے حق میں دعا۔

5۔جمعہ کی پہلی نماز میں 40 افراد تھے۔

6۔ہفتہ اور اتوار کو یہود و نصاریٰ کا معظم قرار دینا اور مسلمانوں کا جمعہ کو مقدس قرار دینا۔[3]

محاکمہ:

صاحب انعام الباری نے کس قدر اختصار سے کام لیا ہے جبکہ صاحب نعمۃ الباری نے تفصیل سے کام لیا ہے۔

صاحب انعام الباری نے اس باب میں جدید مسائل کی طرف بھی توجہ دی ہے جیسے جمعہ کی چھٹی کی شرعی حیثیت لیکن صاحب نعمۃ الباری نے کوئی جدید مسئلہ بیان نہیں کیا۔

(۲) بَابُ فَضْلِ الغُسْلِ يَوْمَ الجُمُعَةِ، وَهَلْ عَلَى الصَّبِيِّ شُهُودُ يَوْمِ الجُمُعَةِ، أَوْ عَلَى النِّسَاءِ[4]

---

[1] . انعام الباری، ج4، ص47۔52

[2] ۔الجمعۃ:62: 9

[3] ۔نعمۃ الباری ج2، ص801۔803

[4] ۔ صحیح البخاری، جز:2، ص2

"حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمُ الجُمُعَةَ، فَلْيَغْتَسِلْ"[1]

انعام الباری:

صاحب انعام الباری نے اس باب میں پہلی حدیث کا ترجمہ کیا ہے اور حاشیہ میں تخریج کی ہے اور درج ذیل مسائل ذکر کئے ہیں:

1۔امام بخاریؒ نے جو ترجمۃ الباب قائم کیا ہے اس کے دو حصے ہیں،۱۔ غسل کی فضیلت ۲۔ عورتوں اور بچوں کا جمعہ کے دن آنا جائز ہے یا نہیں۔

2۔ جمعہ کے دن غسل کی شرعی حیثیت۔

3۔ غسل جمعہ کی شرعی حیثیت میں ائمہ کا اختلاف کہ امام مالکؒ کے ہاں واجب باقی ائمہ کے ہاں سنت و مستحب ہے۔

4۔ جمہور کے دلائل ذکر کئے۔

5۔ شروع میں مسجد نبویؐ تنگ تھی لوگ مشقت والے کام کرتے تو مسجد میں پسینہ کی بو ہو جاتی تو اس وقت غسل جمعہ کی فرضیت کا حکم دیا گیا جب مسجد نبویؐ وسیع ہو گئی تو یہ حکم بھی ختم ہو گیا۔

6۔غُسْلُ يَوْمِ الجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ»[2] سے امام بخاریؒ نے نابالغ بچوں اور عورتوں کو خارج کر دیا ہے۔[3]

نعمۃ الباری:

صاحب نعمۃ الباری نے اس باب میں تمام احادیث کا ترجمہ کیا ہے اور حدیث نمبر ۸۷۷،۸۷۸ کی تخریج کی ہے۔

اور حدیث نمبر ۸۷۸ کے رجال کا تعارف کرایا ہے۔

اور درج ذیل مسائل کا تذکرہ کیا ہے:

1۔ کھڑے ہو کر خطبہ دینا سنت ہے۔

---

[1] ۔ صحیح البخاری، حدیث نمبر 877

[2] ۔ صحیح البخاری، حدیث نمبر 879

[3] . انعام الباری، ج4، ص53-55

2۔ سربراہ ملک کا عوام کی عبادات کی تفتیش کرنا ایک اچھا قدم ہے تاکہ ان کے دینی کاموں سے باخبر رہے۔ کسی افضل کام کو ترک کرنے پر ان سے بازپرس کی جائے۔

3۔ حضرت عمرؓ نے حضرت عثمانؓ کو دیر سے آنے پر ٹوکا تو اس سے معلوم ہوا کہ خطبہ کے دوران نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا جائز ہے۔

4۔ جمعہ کے دن کاروبار میں مشغول رہنا مباح ہے۔ خواہ انسان افضل وقت میں مسجد نہ پہنچ سکے۔ حضرت عمرؓ کے حضرت عثمانؓ کو ٹوکنے کی وجہ یہ تھی کہ ان کا عمل لوگوں کے لئے نمونہ تھا۔ مقتداء لوگوں کے افضل و مستحب کام ترک کرنے پر عوام فرائض کو بھی ترک کردے گی۔

5۔ غسل جمعہ کے وجوب پر غیر مقلدین حدیث نمبر ۸۷۷ سے استدلال کرتے ہیں۔

6۔ جمعہ کی سعی کس اذان کے وقت واجب ہوتی ہے۔

7۔ دوسری اذان کے بعد بیع شراء حرام ہے یا مکروہ ائمہ کا اختلاف ذکر کیا ہے۔[1]

محاکمہ:

صاحب انعام الباری نے غسل جمعہ کی شرعی حیثیت پر ائمہ کا اختلاف اور دلائل ذکر کئے اور جدید مسئلہ یہ بیان کیا کہ عورتوں اور بچوں کیلئے جمعہ میں آنا واجب نہیں۔

جبکہ صاحب نعمۃ الباری نے بہت سارے مسائل بیان کئے۔

غسل جمعہ کا مستحب ہونا، کھڑے ہو کر خطبہ دینا سنت ہے۔ اور سربراہ ملک کا عوام کی عبادات کی تفتیش کرنا۔ ان کو نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے روکنا۔ خطبہ کے دوران نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے روکنے کا جواز اور مقتداء کے لئے افضل کام کو ترک کرنے کا عدم جواز۔ جمعہ کی سعی کس اذان سے واجب ہوتی ہے۔ دوسری اذان کے بعد بیع و شراء کا حکم ان سب مسائل کو بیان کیا۔

(۳)بَابُ الطِّيبِ لِلْجُمُعَةِ[2]

"حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي بَكرِبْنِ المُنكَدِرِ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ سُلَيْمٍ الأَنْصَارِيُّ، قَالَ: أَشْهَدُ عَلَى أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: أَشْهَدُ

---

[1] . نعمۃ الباری، ج2، ص803-805

[2] ۔ صحیح البخاری، جز2، ص3

عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «الغُسْلُ يَوْمَ الجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ، وَأَنْ يَسْتَنَّ، وَأَنْ يَمَسَّ طِيبًا إِنْ وَجَدَ» قَالَ عَمْرٌو: «أَمَّا الغُسْلُ، فَأَشْهَدُ أَنَّهُ وَاجِبٌ، وَأَمَّا الاِسْتِنَانُ وَالطِّيبُ، فَاللَّهُ أَعْلَمُ أَوَاجِبٌ هُوَ أَمْ لاَ، وَلَكِنْ هَكَذَا فِي الحَدِيثِ» قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: «هُوَ أَخُو مُحَمَّدِ بْنِ المُنْكَدِرِ، وَلَمْ يُسَمَّ أَبُو بَكْرٍ هَذَا رَوَاهُ عَنْهُ بُكَيْرُ بْنُ الأَشَجِّ، وَسَعِيدُ بْنُ أَبِي هِلاَلٍ وَعِدَّةٌ وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ المُنْكَدِرِ يُكْنَى بِأَبِي بَكْرٍ، وَأَبِي عَبْدِ اللَّهِ"[1]

انعام الباری: صاحب انعام الباری نے جمعہ کے دن خوشبو لگانے سے متعلق حدیث کا صرف ترجمہ کیا ہے البتہ حاشیے میں انوار الباری کے حوالہ سے فرمایا کہ جمعہ کی نماز میں خوشبو اور مسواک مستحب ہیں غسل واجب ہے چونکہ اس سے دوسروں کو راحت ملتی ہے۔[2]

نعمۃ الباری:

صاحب نعمۃ الباری نے اس باب میں صرف ترجمہ کیا ہے۔[3]

محاکمہ:

دونوں حضرات نے صرف ترجمہ پر اکتفا کیا ہے۔ لیکن صاحب انعام الباری نے حاشیے میں انوار الباری کے حوالہ سے خوشبو اور مسواک کو مستحب اور غسل کو واجب کہا ہے۔

(۴) باب فضل الجمعۃ بَابُ فَضْلِ الجُمُعَةِ[4]

" حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ سُمَيٍّ، مَوْلَى أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الجُمُعَةِ غُسْلَ الجَنَابَةِ ثُمَّ رَاحَ، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشًا أَقْرَنَ، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ

---

[1] ۔ صحیح البخاری، حدیث نمبر 880
[2] . انعام الباری، ج4، ص56
[3] . نعمۃ الباری، ج2، ص805
[4] ۔ صحیح البخاری، جز2، ص3

الرَّابِعَةِ، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ دَجَاجَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الخَامِسَةِ، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً فَإِذَا خَرَجَ الإِمَامُ حَضَرَتِ المَلاَئِكَةُ يَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ"[1]

انعام الباری:

صاحب انعام الباری نے اس باب میں مذکور حدیث کا ترجمہ اور تشریح کی ہے اور حاشیہ میں تخریج کی ہے۔

اور درج ذیل مسائل ذکر کیے ہیں:

1۔ "مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الجُمُعَةِ غُسْلَ الجَنَابَةِ" کی تشریح میں دو اقوال ذکر کئے ہیں۔

2۔ جمعہ کی ساعات کے بارے میں فقہاء کے اختلاف کو ذکر کیا ہے۔

امام مالکؒ لفظ راح سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں یہ ساعات زوال کے بعد شروع ہوتی ہیں۔ جمہور کے ہاں طلوع آفتاب سے شروع ہوتی ہیں۔ بعض نے باقاعدہ حساب لگا کر چھ حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ ایک حصہ ایک ساعت کے لئے۔ بعض نے کہا کہ جتنا پہلے جا سکتا ہے بہتر ہے۔[2]

نعمۃ الباری:

صاحب نعمۃ الباری نے اس باب میں مذکور حدیث کا ترجمہ کیا ہے اور تخریج کی ہے اور رجال کا تعارف بھی کرایا ہے۔

اور درج ذیل مسائل کا تذکرہ کیا ہے:

1۔ جمعہ کی فضیلت کی وجہ کہ جمعہ کی نماز پڑھنے میں بدنی مشقت بھی ہے اور مال بھی خرچ ہوتا ہے۔ گویا اس میں بدنی اور مالی دونوں عبادتیں شامل بدنی مشقت بھی ہے اور مال بھی خرچ ہوتا ہے۔ گویا اس میں بدنی اور مالی دونوں عبادتیں شامل ہیں۔

2۔ جمعہ کے دن غسل اور پہلی گھڑی میں جانا مستحب ہے۔

3۔ صدقہ اعلیٰ ہو یا ادنیٰ دونوں قبول ہیں۔

---

[1] ۔ صحیح البخاری، حدیث نمبر 881

[2] . انعام الباری، ج4، ص57-58

4۔اونٹ کی قربانی گائے سے افضل ہے۔

5۔انڈہ حلال ہے۔[1]

محاکمہ:

صاحب انعام الباری نے "مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الجُمُعَةِ غُسْلَ الجَنَابَةِ "کی تشریح میں دو اقوال ذکر کئے ہیں اور جمعہ کی ساعات کی ابتداء کے متعلق ائمہ کے مختلف اقوال ذکر کئے ہیں۔

جبکہ صاحب نعمۃ الباری نے جمعہ کی فضیلت کی وجہ اور چند مزید مسائل کا تذکرہ کیا ہے:

1۔ غسل اور پہلی گھڑی میں جانا مستحب ہے۔

2۔صدقہ اعلیٰ ہو یا ادنی دونوں قبول ہیں۔

3۔انڈہ حلال ہے۔

صاحب نعمۃ الباری نے زیادہ مسائل ذکر کئے ہیں۔

(٥) باب

"حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ يَحْيَى هُوَ ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، بَيْنَمَا هُوَ يَخْطُبُ يَوْمَ الجُمُعَةِ إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: لِمَ تَحْتَبِسُونَ عَنِ الصَّلاَةِ؟ فَقَالَ الرَّجُلُ: مَا هُوَ إِلَّا أَنْ سَمِعْتُ النِّدَاءَ تَوَضَّأْتُ، فَقَالَ: أَلَمْ تَسْمَعُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِذَا رَاحَ أَحَدُكُمْ إِلَى الجُمُعَةِ فَلْيَغْتَسِلْ "[2]

(إِذْ دخل رجل) ، سَمَّاهُ عبيد الله بن مُوسَى فِي رِوَايَته عَن شَيبَان أَنه: عُثْمَان بن عَفَّان وَكَذَا سَمَّاهُ الْأَوْزَاعِيّ فِي رِوَايَته عِنْد مُسلم، وَكَذَا سَمَّاهُ حَرْب بن شَدَّاد فِي رِوَايَة الطَّحَاوِيّ كِلَاهُمَا عَن يحيى بن أبي كثير. قَوْله: لم تحتبسون عَن الصَّلَاة؟ أَي: عَن الْحُضُور فِي أول وَقتهَا. قَوْله: النداء أَي: الْأَذَان.[3]

انعام الباری:

---

[1] ۔نعمۃ الباری، ج2، ص806

[2] ۔ صحیح البخاری، حدیث نمبر882

[3] ۔عینی، بدر الدین، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، جزء6، ص175، الناشر: دار احیاء التراث العربي-بيروت

صاحب انعام الباری نے اس باب میں مذکور حدیث کی حاشیہ میں تخریج کی ہے اور درج ذیل مسائل ذکر کئے ہیں:

1۔ حضرت عمرؓ نے مدینہ کے صحابہؓ اور کبار تابعین کے مجمع میں لیٹ آنے والے پر نکیر کی۔اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ کے ہاں جمعہ میں تبکیر کی بڑی اہمیت وفضیلت ہے۔[1]

نعمۃ الباری:

صاحب نعمۃ الباری نے اس باب میں صرف ترجمہ کیا ہے۔[2]

محاکمہ:

صاحب انعام الباری نے جمعہ میں تبکیر کی فضیلت کو بیان کیا ہے جبکہ صاحب نعمۃ الباری نے صرف ترجمہ پر اکتفا کیا ہے اور کسی مسئلہ کی وضاحت نہیں کی۔

(٦)بَابُ الدُّهْنِ لِلْجُمُعَةِ[3]

"حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ سَعِيدٍ المَقْبُرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنِ ابْنِ وَدِيعَةَ، عَنْ سَلْمَانَ الفَارِسِيِّ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لاَ يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الجُمُعَةِ، وَيَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ، وَيَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهِ أَوْ يَمَسُّ مِنْ طِيبِ بَيْتِهِ، ثُمَّ يَخْرُجُ فَلاَ يُفَرِّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ، ثُمَّ يُصَلِّي مَا كُتِبَ لَهُ، ثُمَّ يُنْصِتُ إِذَا تَكَلَّمَ الإِمَامُ إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الجُمُعَةِ الأُخْرَى"[4]

انعام الباری:

صاحب انعام الباری نے اس باب میں مذکور حدیث نمبر ۸۸۳ کی حاشیہ میں تخریج کی ہے اور درج ذیل مسائل ذکر کئے ہیں:

---

[1] ۔انعام الباری، ج4، ص58-59

[2] ۔نعمۃ الباری، ج2، ص807

[3] ۔ صحیح البخاری، جز2، ص3

[4] ۔ صحیح البخاری، حدیث نمبر 883

1۔" فَلاَ يُفَرِّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ "سے مراد دو آدمیوں کے درمیان نہ گھسے اور تخطی رقاب نہ کرے۔
2۔جمعہ کے دن خوشبو لگانے کے بارے میں حضرت ابن عباسؓ کا قول نقل کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایسی حدیث نہیں سنی۔[1]

نعمۃ الباری:

صاحب نعمۃ الباری نے اس باب میں تمام احادیث کا ترجمہ کیا ہے اور حدیث نمبر ۸۸۳ کی تخریج کی ہے اور رجال کا تعارف کرایا ہے اور درج ذیل مسائل کا تذکرہ کیا ہے:

1۔جمعہ کے دن تیل لگانا اور خوشبو لگانا مستحب ہے۔
2۔جمعہ کا ثواب اس شخص کو ملے گا جو خطبہ خاموشی سے سنتا رہا۔
3۔خطبہ کے دوران کلام کی ممانعت کے متعلق فقہاء کا اختلاف ذکر کیا ہے۔ کہ مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی۔امام مالکؒ، امام ابو حنیفہؒ اور جمھور کے ہاں خاموش رہنا واجب جبکہ امام شافعیؒ،امام احمدؒ کے ہاں لازم نہیں۔
4۔جمعہ سے جمعہ تک گناہوں کی معافی سے مراد پچھلے گناہوں کی معافی اگر پچھلے گناہ توبہ کی وجہ سے معاف ہو چکے تو اگلے گناہوں کی معافی مراد ہو گی یعنی اگلے جمعہ تک اس کی دلیل میں حضرت ابو قتادہؓ کی حدیث پیش کی ہے۔اور اللہ کے فضل سے بعید نہیں کہ وہ گناہ کے واقع ہونے سے پہلے ہی ختم کر دے یا معاف کر دے۔
5۔حضرت ابن عباسؓ نے خوشبو والی حدیث کے متعلق کہا کہ میں نے خوشبو کے بارے میں حدیث نہیں سنی حالانکہ انہیں سے خوشبو کے متعلق حدیث مروی ہے۔ مگر اس کی سند میں صالح بن الاخضر راوی کو جمھور نے ضعیف قرار دیا ہے اور باقی راوی ثقہ ہیں۔
6۔جمعہ کے دن غسل جنابت غسل جمعہ کا بدل ہو گا۔[2]

محاکمہ:

صاحب انعام الباری نے حضرت ابن عباسؓ کا قول نقل کیا کہ جمعہ کے دن خوشبو کا حکم ثابت نہیں اور گردنیں پھلانگنا جائز نہیں۔ جبکہ صاحب نعمۃ الباری نے خوشبو اور تیل لگانے کو مستحب قرار دیا ہے اور کلام کی خطبہ کے

---

[1] ۔انعام الباری،ج4،ص59-60

[2] ۔نعمۃ الباری،ج2،ص808-809

دوران ممانعت کے متعلق مختلف اقوال ذکر کئے ہیں۔جمعہ خاموشی سے ادا کرنے سے ثواب اور پچھلے اور اگلے گناہوں کی معافی کاذکر کیا۔

مزید یہ مسئلہ بیان کیا کہ غسل جنابت غسل جمعہ کا بدل ہے۔تو صاحب نعمۃ الباری نے زیادہ تعداد میں مسائل ذکر کئے۔

(۷)بَابُ يَلْبَسُ أَحْسَنَ مَا يَجِدُ[1]

"حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ، رَأَى حُلَّةً سِيَرَاءَ عِنْدَ بَابِ المَسْجِدِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوِ اشْتَرَيْتَ هَذِهِ، فَلَبِسْتَهَا يَوْمَ الجُمُعَةِ وَلِلْوَفْدِ إِذَا قَدِمُوا عَلَيْكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّمَا يَلْبَسُ هَذِهِ مَنْ لاَ خَلاَقَ لَهُ فِي الآخِرَةِ» ثُمَّ جَاءَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا حُلَلٌ، فَأَعْطَى عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، مِنْهَا حُلَّةً، فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، كَسَوْتَنِيهَا وَقَدْ قُلْتَ فِي حُلَّةِ عُطَارِدٍ مَا قُلْتَ؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنِّي لَمْ أَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا» فَكَسَاهَا عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَخًا لَهُ بِمَكَّةَ مُشْرِكًا "[2]

انعام الباری:

صاحب انعام الباری نے اس باب میں مذکور حدیث نمبر ۸۸۶ کی حاشیہ میں تخریج کی ہے اور درج ذیل مسائل ذکر کیے ہیں:

1۔امام بخاریؒ کا مقصود اس باب سے جمعہ کے دن عمدہ کپڑے پہننے کی پسندیدگی کو بیان کرنا ہے۔اس کا استدلال حدیث کے اس جملہ سے کیا ہے۔" لَوِ اشْتَرَيْتَ هَذِهِ، فَلَبِسْتَهَا يَوْمَ الجُمُعَةِ وَلِلْوَفْدِ إِذَا قَدِمُوا عَلَيْكَ"

2۔ریشمی کپڑے مرد کے لئے منع ہیں عمدہ کپڑے منع نہیں۔

3۔جدید مسئلہ: مہمانوں کی آمد پر اچھے کپڑے پہننا پسندیدہ اور ثابت ہیں۔

4۔ریشمی کپڑے مشرک کو پہننے کے لئے دینا جائز ہیں۔

---

[1] ۔ صحیح البخاری، جز2،ص4

[2] ۔ صحیح البخاری، حدیث نمبر886

حنفیہ کے ہاں کفار مخاطب بالفروع نہیں۔[1]

نعمۃالباری:

صاحب نعمۃالباری نے اس باب میں مذکور حدیث ترجمہ کیا ہے اور تخریج کی ہے۔

اوران مسائل کا تذکرہ کیا ہے:

1۔جمعہ کے دن اچھالباس پہننا چاہئے۔

2۔حضرت عمرؓ نے آپ ﷺ کو عمدہ لباس خریدنے کو کہا تا کہ آپ ﷺ جمعہ کو پہن لیں چونکہ وفود آتے ہیں۔ تو معلوم ہوا جمعہ کے دن اچھالباس پہننا چاہئے۔اور جمعہ کے دن اچھے لباس کے بارے میں احادیث پیش کی۔

3۔آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہؓ جمعہ کے دن اچھے کپڑے پہنتے اور خوشبو لگاتے۔

4۔مرد کے لئے ریشم حرام ہے۔

5۔کفار مخاطب بالفروع ہیں یا نہیں اختلافِ فقہاء بمعہ دلائل ذکر کئے ہیں۔[2]

محاکمہ:

صاحب انعام الباری نے اس باب میں حدیث سے استنباط کر کے ایک مسئلہ جدیدہ بیان کیا کہ مہمانوں کی آمد پر اچھے کپڑے پہننا پسندیدہ اور ثابت بالسنہ ہے۔

جبکہ صاحب نعمۃالباری نے کوئی ایسا جدید مسئلہ بیان نہیں کیا۔

(۸)بَابُ السِّوَاكِ يَوْمَ الجُمُعَةِ[3]

"وَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَسْتَنُّ"[4]

"حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَوْلاَ أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي أَوْ عَلَى النَّاسِ لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلاَةٍ"[1]

---

[1] ۔انعام الباری، ج4،ص60۔62

[2] ۔نعمۃالباری، ج2،ص 809۔811

[3] ۔ صحیح البخاری، جز2،ص4

[4] ۔ صحیح البخاری، جز2،ص4

انعام الباری:

صاحب انعام الباری نے اس باب میں حدیث نمبر ۸۸۷ کا ترجمہ کیا اور درج ذیل مسائل ذکر کئے ہیں:

1۔ مسواک سنت صلوۃ ہے یا سنت وضو۔ فقہاء کا اختلاف ذکر کیا ہے۔

2۔ حاشیہ میں فیض الباری اور عمدۃ القاری کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ مسواک بعض کے ہاں سنت دین ہے اور یہی اقویٰ ہے اور امام ابو حنیفہؒ سے بھی اسی طرح منقول ہے اور ھدایہ میں مستحب ہونا مذکور ہے۔[2]

"قد اخْتلف الْعلمَاء فِيهِ فَقَالَ بَعضهم: إِنَّه من سنة الْوضُوء وَقَالَ آخَرُونَ: إِنَّه من سنة الصَّلَاة، وَقَالَ آخَرُونَ إِنَّه من سنة الدّين، وَهُوَ الأَقْوَى، نقل ذَلِك عَن أبي حنيفَة. وَفِي الْهِدَايَة أَن الصَّحِيح استِحْبَابه، وَكَذَا هُوَ عِنْد الشَّافِعِي"[3]

نعمۃ الباری:

صاحب نعمۃ الباری نے اس باب میں تمام احادیث کا ترجمہ کیا ہے اور حدیث نمبر ۸۸۸ کی تخریج کی ہے اور رجال کا تعارف بھی کرایا ہے اور درج ذیل مسائل ذکر کئے ہیں:

1۔ کتاب الجمعہ میں مسواک کے ذکر کرنے کی دو وجوہات ہیں ہر نماز میں مسواک کرنا سنت ہے اور جمعہ کی نماز ایک اہم نماز ہے اس میں مسواک ایک اہم سنت ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ منہ میں بدبو سے فرشتوں اور نمازیوں کو تکلیف نہ پہنچے۔

2۔ مسواک واجب ہے یا سنت، فقہاء کے اختلاف کو بمعہ دلائل بیان کیا ہے۔

3۔ مسواک کرنا مستحب ہے اگر واجب ہوتا تو آپ لازماً کرنے کا حکم دیتے اور صاحب ھدایہ پر تعجب کا اظہار کیا کہ انہوں نے سنت کہا اور دلیل میں کوئی حدیث پیش نہیں کی۔

4۔ مسواک کے وقت میں جو اختلاف ہے اس کو ذکر کیا ہے کہ کُلّی کے وقت کیا جائے یا نماز کے وقت۔

5۔ مسواک کس طرح کیا جائے طولاً یا عرضاً اور کتنی دیر کیا جائے۔

---

[1] ۔ صحیح البخاری، حدیث نمبر 887

[2] ۔ انعام الباری، ج4، ص62-63

[3] ۔ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، جزء3، ص185

6۔ حدیث میں ہے اگر مسواک نہ ہو تو انگلیاں ملے وہ کفایت کریں گی مگر امام بیہقیؒ نے اس کی سند کو ضعیف کہا۔ اس طرح کی ایک اور حدیث بھی نقل کی ہے کہ علامہ عینیؒ نے المعجم الاوسط کے حوالہ سے لکھا حالانکہ امام طبرانی کی المعجم الاوسط کے دو نسخے میرے پاس ہیں ان میں یہ حدیث نہیں ہے۔

7۔ پیلو کی جڑ سے مسواک کرنا مستحب ہے اور اس بارے میں حدیث ہے۔

8۔ مسواک کی حکمت بیان کی۔

9۔ مسواک کی چوبیس خصلتیں ہیں سب سے افضل یہ ہے کہ اللہ راضی ہوتا ہے۔

10 نبیؐ نے شفقت کی وجہ سے امت پر واجب نہیں کیا اس میں نبیؐ کے اجتہاد کی دلیل ہے۔[1]

محاکمہ:

صاحب انعام الباری نے مسواک کے سنت صلوۃ یا سنت وضو یا سنت دین ہونے کے متعلق ائمہ کے اقوال ذکر کئے ہیں۔ جبکہ صاحب نعمۃ الباری نے مسواک کے متعلق تمام احکام کا تذکرہ کیا ہے۔

1۔ سنت ہے یا واجب یا مستحب۔

2۔ سنت صلوۃ ہے یا سنت وضو۔

3۔ کس طرح کیا جائے کتنی بار کیا جائے کس چیز کا کیا جائے۔

4۔ مسواک کی خصلتیں ذکر کیں اور فضیلت کے متعلق احادیث ذکر کی۔

(٩)بَابُ مَنْ تَسَوَّكَ بِسِوَاكِ غَيْرِهِ[2]

"حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلاَلٍ، قَالَ: قَالَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ: أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: دَخَلَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَمَعَهُ سِوَاكٌ يَسْتَنُّ بِهِ، فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ لَهُ: أَعْطِنِي هَذَا السِّوَاكَ يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ، فَأَعْطَانِيهِ، فَقَصَمْتُهُ، ثُمَّ مَضَغْتُهُ «فَأَعْطَيْتُهُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاسْتَنَّ بِهِ وَهُوَ مُسْتَسْنِدٌ إِلَى صَدْرِي"[3]

---

[1] ۔ نعمۃ الباری، ج2، ص811-813

[2] ۔ صحیح البخاری، جز2، ص4

[3] ۔ صحیح البخاری، حدیث نمبر 890

انعام الباری:

صاحب انعام الباری نے اس باب میں مذکور حدیث کا ترجمہ کیا ہے اور تخریج کی ہے۔

اور درج ذیل مسئلہ ذکر کیا ہے:

1۔حاشیہ میں فیض الباری کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ دوسرے کی مسواک اس کی اجازت سے کرنا جائز ہے بشرطیکہ کراہت محسوس نہ ہو اور حصول تبرک کے لئے بھی کوئی مضائقہ نہیں۔[1]

نعمۃ الباری:

صاحب نعمۃ الباری نے اس باب میں مذکور حدیث کا ترجمہ کیا ہے اور تخریج کی ہے اور رجال کا تعارف بھی کرایا ہے۔اور درج ذیل مسائل کا تذکرہ کیا ہے:

1۔ابن آدم کا لعاب پاک ہے۔

2۔آدمی اپنے محارم کے گھر میں داخل ہو سکتا ہے۔

3۔دوسرے کی مسواک کرنا جائز ہے۔[2]

محاکمہ:

صاحب انعام الباری نے بھی وہی مسائل بیان کئے جو صاحب نعمۃ الباری نے بیان کئے البتہ صاحب نعمۃ الباری نے حدیث کے رجال کا تعارف کرایا ہے مگر صاحب انعام الباری نے نہیں اور ایک اور بات بھی صاحب نعمۃ الباری نے زیادہ ذکر کی کہ آدمی اپنے محارم کے گھر میں داخل ہو سکتا ہے۔

(١٠)بَابُ مَا يُقْرَأُ فِي صَلاَةِ الفَجْرِ يَوْمَ الجُمُعَةِ[3]

"حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ هُوَ ابْنُ هُرْمُزَ الأَعْرَجُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: «كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الجُمُعَةِ فِي صَلاَةِ الفَجْرِ الم تَنْزِيلُ السَّجْدَةَ، وَهَلْ أَتَى عَلَى الإِنْسَانِ حِينٌ مِنَ الدَّهْرِ"[4]

---

[1] ۔انعام الباری، ج4، ص63-64

[2] ۔نعمۃ الباری، ج2، ص813-814

[3] ۔ صحیح البخاری، جز2، ص5

[4] ۔ صحیح البخاری، حدیث نمبر891

انعام الباری:

صاحب انعام الباری نے اس باب میں مذکور حدیث کی حاشیہ میں تخریج کی ہے۔اور درج ذیل مسائل کا تذکرہ کیا ہے۔

1۔نماز فجر میں مستحب قرأت "الم تَنْزِيلُ"یعنی سورۃ السجدۃ اور"هَلْ أَتَى عَلَى الإِنْسَانِ"[1]یعنی سورۃ الدھر ہے چونکہ آپ کا کثرت سے یہی معمول تھا۔

2۔ان سورتوں کی قرأت کے لحاظ سے مختلف اقوال ہیں۔ظواہر کے ہاں واجب جمھور کے ہاں لازمی نہ سمجھے کبھی اور بھی پڑھ لے۔

3۔سعودی عرب کے آئمہ ان کی پابندی کرتے ہیں اور کبھی چھوڑ بھی دیتے ہیں اور ہمارے ہاں اس کا الٹ ہے ہمیں اس کی پرواہ ہی نہیں اور نہ ہمیں پتہ ہوتا ہے۔تو نہ بالکل ترک کیا جائے اور نہ لازمی سمجھا جائے۔یہ درمیانی راستہ ہے۔[2]

نعمۃ الباری:

صاحب نعمۃ الباری نے اس باب میں مذکور حدیث کا ترجمہ کیا ہے اور تخریج کی ہے اور رجال کا تعارف بھی کرایا ہے۔اور درج ذیل مسائل کا تذکرہ کیا ہے:۔

1۔سجدہ والی سورت کو نماز میں پڑھنے سے متعلق ائمہ کے مختلف اقوال ذکر کئے ہیں۔بعض کے ہاں سنت اور بعض کے ہاں مستحب اور بعض کے ہاں جائز اور بعض کے ہاں مکروہ۔

2۔جمعہ کے دن فجر کی نماز میں سورہ السجدہ اور الدھر کے پڑھنے کے متعلق فقہاء احناف اور امام مالکؒ کے مختلف اقوال ذکر کئے ہیں۔

امام مالکؒ کے ہاں مکروہ۔

احناف کے ہاں کسی سورت کو مقرر کرنا مکروہ۔

امام طحاویؒ کے ہاں اس وقت مکروہ ہے جب لازم سمجھے۔

---

[1] ۔الدھر:76: 1

[2] ۔انعام الباری،ج4،ص64-65

3۔ میں کہتاہوں ان دو سورتوں کے پڑھنے کی حکمت یہ ہے کہ ان میں انسان کی ابتداء اور انتہا کاذکر ہے۔[1]

محاکمہ:

صاحب انعام الباری کے نزدیک ان دو سورتوں کو جمعہ کی فجر میں پڑھنا مستحب ہے مگر لازم سمجھے بغیر اور وہ کہتے ہیں کہ ہمارے ہاں کسی کو مستحب یا سنت قرأت کا پتہ ہی نہیں ہوتا۔ توافراط و تفریط سے بچا جائے درمیانی راستہ اختیار کیا جائے۔

جبکہ صاحب نعمۃالباری نے اس میں دو باتیں اضافی نقل کی کہ سجدہ والی سورت کو نماز میں پڑھنے کے متعلق ائمہ کے اقوال اور ان دو سورتوں کے پڑھنے کی حکمت۔ باقی دونوں میں مشترک مسائل مذکور ہیں۔

(۱۱)بَابُ الجُمُعَةِ فِي القُرَى وَالمُدُنِ[2]

"حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ المُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ العَقَدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ الضُّبَعِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّهُ قَالَ: «إِنَّ أَوَّلَ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ بَعْدَ جُمُعَةٍ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَسْجِدِ عَبْدِ القَيْسِ بِجُوَاثَى مِنَ البَحْرَيْنِ"[3]

انعام الباری:

صاحب انعام الباری نے اس باب میں مذکور حدیث نمبر ۸۹۳ کا ترجمہ کیا ہے اور حدیث ۸۹۲، ۸۹۳ کی حاشیہ میں تخریج کی ہے۔

اور درج ذیل مسائل ذکر کئے ہیں:

1۔ بستی میں جمعہ کا حکم اور ائمہ کا اختلاف بیان کیا اور دلائل امام بخاریؒ کا منشاء جمھور کی تائید کرنا ہے۔ جمھور کے ہاں چھوٹی بستیوں میں بھی جمعہ جائز ہے۔ امام شافعیؒ کے ہاں اس بستی میں جمعہ جائز ہے جس میں 40 گھر ہوں۔ ظاہریہ اور غیر مقلدین کے ہاں کوئی شرط نہیں، احناف کے ہاں جمعہ شہر میں یا قصبہ میں جائز ورنہ ظہر واجب۔

2۔ شہر اور چھوٹی بستی کا معیار عرف عام ہے۔ عرف عام میں جس کو شہر کہا جائے گا وہ شہر جس کو قریہ کہا جائے گا وہ قریہ۔

---

[1] ۔ نعمۃالباری، ج2، ص814-815

[2] ۔ صحیح البخاری، جز2، ص5

[3] ۔ صحیح البخاری، حدیث نمبر892

3۔فقہاء نے چند علامتیں مقرر کی ہیں، آبادی0 300 سے کم نہ ہو حاکم موجود ہو، جرائم کا انسداد ہو، گلی کوچے محلہ مختلف ناموں سے مشہور ہوں۔

4۔جدید مسئلہ: آج کے زمانہ میں تھانہ اور ڈاکخانہ وغیر شہر کی علامت ہیں۔

5۔ابوداؤد میں جواثی کے ساتھ قریہ کا جو لفظ آیا ہے اس سے یہ دھوکا نہ کھایا جائے کہ وہ چھوٹی بستی تھی۔اس زمانہ کے جغرافیہ کے مطابق جواثی بڑا شہر تھا۔ معجم البلدان میں ہے کہ جواثی میں عبدالقیس کا قلعہ تھا اور قلعہ بڑی بستی میں ہوتا ہے۔

6۔قریہ کا لفظ مکہ اور طائف کے لئے بھی استعمال ہوا ہے، حالانکہ بڑے بڑے شہر ہیں۔

7۔حنفیہ کا مذہب متعدد احادیث اور قوی دلائل سے ثابت ہے۔کونسی بستی کو مصر قرار دیا جائے یہ عرف پر منحصر ہے۔ تمام چیزوں کے مجموعہ کو دیکھ کر فیصلہ کیا جائے۔

8۔اگر کوئی شخص ایسی جگہ جائے جہاں جمعہ جائز نہیں احناف کے ہاں۔اور لوگ قائم کر رہے ہیں؟ تو ان کو مسئلہ بتائے ۔لڑائی جھگڑا نہ کرے ظہر کی نماز پڑھ لے۔مولانا اشرف علی تھانویؒ کے ہاں علاقے کے لوگ DCO سے جا کر کہیں کہ آپ ہمیں جمعہ پڑھنے کا حکم دیں تو اس نے حکم دے دیا تو "حکم الحاکم رافعٌ للخلاف" جمعہ صحیح ہو جائے گا۔

9۔جدید مسئلہ: بعض عارضی شہر ہوتے ہیں یا بعض جگہ چھوٹی چھوٹی بستیاں مل کر بڑا قصبہ بن جاتی ہیں تو کیا حکم ہے؟ عرف کا اعتبار ہے۔[1]

نعمۃ الباری:

صاحب نعمۃ الباری نے اس باب میں تمام احادیث کا ترجمہ کیا ہے اور حدیث نمبر ۸۹۲، ۸۹۳ کی تخریج کی ہے اور رجال کا تعارف بھی کرایا ہے۔

القریٰ اور المدن کی لغوی تحقیق بیان کی اور بحرین اور جواثی کا جغرافیائی محل وقوع بیان کیا۔

بحرین خلیج فارس کے مغربی ساحل پر ایک چھوٹی سی ریاست ہے رقبہ سو مربع میل اور 1972ء میں آبادی 2 لاکھ ۔جواثی بحرین کا شہر ہے یا بستی ہے۔

اور درج ذیل مسائل کا تذکرہ کیا ہے:

---

[1] ۔انعام الباری، ج4، ص 65۔78

1۔ شہر اور بستی میں جمعہ قائم کرنے کے متعلق ائمہ کا اختلاف اور احناف کے دلائل۔

2۔خانہ بدوشوں پر جمعہ واجب نہیں چونکہ وہ مسافر ہیں۔

3۔احناف کے ہاں شہر کی تعریفات۔

4۔ گاؤں میں جمعہ قائم کرنے کے متعلق ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا کہتے ہیں کہ ارشاد نبویؐ کے مطابق جمعہ اھل دیہات پر لازم نہیں، دیہات میں جمعہ وعیدین باطل ہیں۔

5۔ جمعہ شہر میں ہوتا ہے اس کے متعلق احادیث ذکر کیں۔

6۔ایلہ کا معنی اور مصداق۔ یہ مصر، مکہ اور تبوک کے درمیان سمندر کے کنارے ایک شہر ہے۔صاحب ایلہ آپ کے پاس حاضر ہوا اس نے آپ کو جزیہ دیا۔

غلام جیلانی برق نے لکھا ہے کہ بحر شام کے ساحل پر یہود کا شہر انہیں ہفتہ کے دن مچھلی کے شکار سے روکا گیا تھا لیکن نہ رکے تو مسخ کر دیئے گئے۔

7۔ راعی کا معنی اور دائرہ کار بیان کیا۔

8۔ جمعہ کو امام قائم کرے خواہ عادل ہو یا ظالم۔اعلیٰ حضرت نے لکھا کہ اگر سلطان نہ ہو تو عوام جس عالم کو مقرر کر دیں جمعہ قائم کر سکتا ہے۔

9۔ جہاں امامت خاص نہیں یعنی سلطنت اسلام نہیں وہاں یہ امامت عامہ کا حق شہر کے اعلم علماء دین کو ہے۔جب زمانہ کامل سلطان سے خالی ہو تو معاملات علماء کے سپرد ہوں گے۔[1]

محاکمہ:

صاحب انعام الباری نے اس باب میں بہت سارے مسائل ذکر کئے مگر چند جدید مسائل ایسے ذکر کئے جو نعمۃ الباری میں نہیں۔

1۔ شہر کی علامت آج کے دور میں تھانہ اور ڈاکخانہ ہے لیکن پھر بھی عرف کا اعتبار ہے۔

2۔عارضی شہر کے متعلق بھی فرمایا کہ عرف کا اعتبار ہے۔ بعض جگہ سردیوں میں شہر آباد ہوتا ہے گرمیوں میں نہیں۔اور بعض جگہ اس کا الٹ تو عرف کا اعتبار ہوگا۔

[1] ۔ نعمۃ الباری، ج2، ص815-824

صاحب نعمۃ الباری نے تین باتیں ایسی بیان کیں جو انعام الباری میں نہیں

ا۔ بحرین اور جواثی، ایلہ کا محل وقوع۔

۲۔ خانہ بدوشوں پر جمعہ واجب نہیں چونکہ وہ مسافر ہیں۔

۳۔ جمعہ امام قائم کرے خواہ عادل ہو یا ظالم، اگر سلطان نہ ہو تو عوام جس عالم کو چاہیں مقرر کر دے۔